شرح توضیح و تلویح

ابتدائی 40 فیصد معروضی اور 80 فیصد خلاصہ

معلّم:

حضرت علّامہ مولانا محمّد اختر رضا عطّاری مدَنی

درَجہ سابِعہ جامعۃ المدینہ فیضانِ مدینہ جھنگ

غلَطی پائیں تو برائے کرم مطّلع فرمائیں

0312.4254825

جزاك اللهُ خيرًا كثيرًا كثيرًا

بسم اللہ الرحمن الرحیم و صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

مقدمہ

1۔ متن کا نام کیا ہے؟تنقیح

2۔ شرح کا نام کیا ہے؟توضیح

3۔ حاشیے کا نام کیا ہے؟ تلویح

4۔ تنقیح الاصول کے مصنف ہیں؟عبیداللہ بن مسعود

5۔ توضیح کے مصنف ہیں؟عبیداللہ بن مسعود

6۔ عبیداللہ بن مسعود کا لقب کیا ہے؟صدر الشّریعہ اصغر

7۔ عبیداللہ بن مسعود ہیں؟حنَفی

8۔ عبیداللہ بن مسعود کا سنِ وفات ہے؟747ھ

9۔ تلویح کے مصنف ہیں؟سعد الدین مسعود بن عمر تفتازانی

10۔ سعد الدین مسعود بن عمر تفتازانی ہیں؟ شافعی

11۔ سعد الدین مسعود بن عمر تفتازانی کا سنِ ولادت ہے؟ 712ھ

12۔ سعد الدین مسعود بن عمر تفتازانی کا سنِ وفات ہے؟ 792ھ

13۔حامداً للہِ تعالیٰ میں حامداً ترکیبِ کلام میں کیا ہے؟ حال

14۔ تنقیح الاصول میں مصنف نے کیا ارادہ کیا؟ تنقیح کی مشکلات ومغلقات کی تشریح کا

15۔ تنقیح الاصول کا نام کیا رکھا گیا؟ التوضیح فی حلّ غوامض التنقیح

16۔ تنقیح الاصول کا نام التوضیح فی حلّ غوامض التنقیح کس نے رکھا؟ عبیداللہ بن مسعود

17۔ مصنف نے کتاب کی ابتدا کس سے کی؟ اضمار قبل الذکر

18۔اضمار قبل الذکر سے ابتداء کیوں کی؟ تاکہ ذہن میں موجود ہونے پر دلالت کرے

19۔ ضمیر کا مرجع کتنی چیزیں ہوں تو اضمار قبل الذکر لازم نہیں آتا؟ 3

20۔ ضمیر کا مرجع کونسی چیزیں ہوں تو اضمار قبل الذکر لازم نہیں آتا؟ اللہﷻ، حضور علیہ الصّلوٰۃ و السّلام یا قرآن

21۔إِلَيْهِ يَصْعَدُ الْكَلِمُ الطَّيِّبُ میں الطیّب کس کی صفت ہے؟ الکلم

22۔الکلم کیا ہے؟ جمع

23۔ جس جمع کے واحد میں تاء کیساتھ فرق کیا جائے تو اسکی صفت کیا آئے گی؟ مذکر یا مونث دونوں طرح آسکتی ہے

24۔الکلم سے من محامد کیا بن رہا ہے؟ حال

25۔لفروعها من قبول القبول نماء میں پہلے قبول سے کیا مراد ہے؟ ریح الصّبا

26۔ محامد کے اصول کیلئے کیا ہے؟ شرع کے تالابوں میں سے پانی

27۔ محامد کے فروع کیلئے کیا ہے؟ قبول کی ٹھنڈی ہوا میں سے بڑھوتری

28۔ شریعت کے اصول کو کیا بنایا؟ مبانی کی تمہید

29۔ شریعت کے فروع کو کیا بنایا؟ نرم کناروں والا

30۔اللہ ﷻ نے اَحکام کے محل کی بنیاد کتنے ارکان پر رکھی؟ 4

31۔اللہ ﷻ نے اَحکام کے محل کی بنیاد کونسے ارکان پر رکھی؟ کتاب، سنّت، اجماع، قیاس

32۔اللہ ﷻ نے کتاب کو کس کے ذریعے پختہ کیا؟ آیاتِ محکمات

33۔ متشابہات کا نازل کرنا ہمارے مذہب پر کیا ہے؟ وقفِ لازم

34۔ متشابہات کس کو آزمانے کیلئے نازل ہوئیں؟ راسخین فی العلم

35۔ نصوص کو کیا بنایا؟ فکر کرنیوالوں کی تازہ فکروں کا منبع

36۔ مَنَصَّةُ العُروس کیا ہے؟ جو جگہ دلہن کو دکھانے کیلئے بلند کی جائے

37۔اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب کے مجملات کے پردوں کو کتنی چیزوں کیساتھ کھولا؟ 2

38۔اللہ نے اپنی کتاب کے مجملات کے پردوں کو کونسی چیزوں کیساتھ کھولا؟ نبی علیہ الصّلوٰۃ و السّلام کی سنّت اور انکے فصلِ خطاب کیساتھ

39۔ فصلِ خطاب کیا ہے؟ جو خطاب حقّ و باطل کے درمیان فرق کردے

40۔ معالم العلم کو کس پر رکھا گیا؟ مسالکِ معتبِرین پر

41۔ معالم العلم کیا ہیں؟ جن علّتوں کے ذریعے قیاس کرنیوالا مقیس میں حکم جان لے

42۔ معتبِرین کے مسالک کیا ہیں؟ جن راستوں پر فکر کے قدموں کیساتھ موارِد نصوص سے فروع میں ثابت ہونیوالے احکام کیطرف چلا جائے

43۔ فکر کرنیوالوں کے سلوک کا مَبْدَأ کیا ہے؟ لفظِ نص

44۔ قیاس کرنیوالے لفظِ نص سے کیا تعبیر کرتے ہیں؟ ظاہری لغوی معانی پھر اس سے باطنی شرعی معانی

45۔ اصولِ فقہ کے مصنف ہیں؟ فخر الاسلام علی بزدوی

46۔ مُکِبّین کس سے مشتق ہے؟ أَکَبّ علی وجھه

47۔ محصول کے خلاصے کا نام کیا ہے؟ اصول

48۔ اصول کے مصنف ہیں؟ ابنِ حاجب

49۔ مصنّف نے اعجاز میں کس کو اختیار کیا؟ عُروہ

50۔ مصنّف نے سِحر میں کس کو اختیار کیا؟ أھداب

51۔ اعجاز اور سِحر میں سے اقوی واوثق کیا ہے؟ اعجاز

52۔ اعجاز فی الکلام کیا ہے؟ معنٰی ایسے طریقے پر ادا ہو جو تمام طرق میں سب سے زیادہ بلیغ ہو

اصولِ فقہ کی حد اضافی

53۔ماتن نے کتاب کو کتنی چیزوں پر مرتّب کیا؟3

54۔ماتن نے کتاب کو کونسی چیزوں پر مرتّب کیا؟ایک مقدّمہ اور2اقسام

55۔پہلی تقسیم میں کتنے ارکان ہیں؟4

56۔پہلی تقسیم میں کونسے ارکان ہیں؟کتاب،سنّت،اجماع،قیاس

57۔دوسری تقسیم میں کتنے باب ہیں؟3

58۔دوسری تقسیم میں کونسے باب ہیں؟حکم،محکوم بہ،محکوم علیہ

59۔اصولِ فقہ کی کتنی نحوی تراکیب کیں؟2

60۔اصولِ فقہ کی کونسی نحوی تراکیب کیں؟ھذا اصول الفقه،اصول الفقه ماھی

61۔اصولِ فقہ کی کتنے اعتبار سے تعریف کی؟2

62۔اصولِ فقہ کی کونسے اعتبار سے تعریف کی؟اضافت،حدِّ لقبی

63۔اصولِ فقہ کی تعریفِ اضافی کتنے تعریفات کیطرف محتاج ہے؟2

64۔اصولِ فقہ کی تعریفِ اضافی کونسے تعریفات کیطرف محتاج ہے؟مضاف،مضاف الیہ

65۔اصل کی تعریف کیا ہے؟جس پر غیر کی بنیاد ہو

66۔ابتِناء کی اقسام کتنی ہیں؟2

67۔ابتِناء کی اقسام کونسی ہیں؟حِسّی، عقلی

68۔ابتِناءِ حِسّی کیا ہے؟جنکا حواسّ کے ذریعے ادراک ہو

69۔ابتِناءِ عقلی کیا ہے؟حکم کا اپنی دلیل پر مرتّب ہونا

70۔امام رازی کا محصول میں محتاج الیہ کیساتھ تعریف کرنا نہیں ہے؟مانع

71۔ محصول کے مصنف ہیں؟امام رازی

72۔ تعریف کی اقسام کتنی ہیں؟2

73۔ تعریف کی اقسام کونسی ہیں؟حقیقی، اسمی

74۔ماہیاتِ حقیقیہ کی تعریف کرنا کیا ہے؟تعریفِ حقیقی یعنی جو خارج میں موجود ہو

75۔ماہیاتِ اعتباریہ کی تعریف کرنا کیا ہے؟تعریفِ اسمی یعنی جو خارج میں موجود نہ ہو

76۔ تعریفِ اسمی کیا بیان کرتی ہے؟یہ بیان کرتی ہے کہ یہ نام کس شے کیلئے وضع ہوا ہے

77۔ تعریفِ حقیقی و اسمی کیلئے کیا شرط ہے؟جامع ومانع ہونا

78۔ طرد کا معنٰی کیا ہے؟مانع ہونا

79۔عکس کا معنٰی کیا ہے؟جامع ہونا

80۔مانع کی تعریف کیا ہے؟جس پر حد صادق آئے محدود بھی اس پر صادق آئے

81۔ جامع کی تعریف کیا ہے؟جس پر محدود صادق آئے حد بھی اس پر صادق آئے

82۔انسان کی تعریف حیوانِ ماشی کیساتھ کرنا کیا نہیں ہے؟مانع

83۔انسان کی تعریف کاتب بالفعل کیساتھ کرنا کیا نہیں ہے؟جامع

84۔عِلَلِ اربعہ پر کس کا اطلاق نہیں ہوتا؟اصل کا

85۔عِلَلِ اربعہ کونسے ہیں؟علتِ فاعلی،علتِ صوری،علتِ غائی،شروط

86۔آلاتِ کاریگری کس کی مثال ہے؟شروط

87۔امامِ اعظم نے فقہ کی کیا تعریف کی؟ معرفة النفس مالها و ماعليها

88۔معرفة النفس مالها و ماعليها پر کس قید نے اعتقادیات،وجدانیات کو خارج کیا؟عملًا

89۔معرفت کیا ہے؟دلیل سے جزئیات کا ادراک کرنا

90۔معرفت سے کونسی چیز خارج ہوئی؟تقلید

91۔فعلِ مکلّف کی کُل اقسام کتنی ہیں؟12

92۔فعلِ مکلّف کی کُل اقسام کونسی ہیں؟واجب،مندوب،مباح،مکروہِ تنزیہی،مکروہِ تحریمی،حرام کا کرنا پھر ان تمام کا ترک کرنا

93۔ما تنتفع به النفس و ما تتضرر به في الآخرة سے کتنے احتمال مراد ہیں؟3

94۔ ما تنتفع بہ النفس و ما تتضرر بہ فی الآخرۃ سے کونسے احتمال مراد ہیں؟ نفع سے ثواب اور ضرر سے عقاب، نفع سے عدمِ عقاب اور ضرر سے عقاب، نفع سے ثواب اور ضرر سے عدمِ ثواب

95۔ مالھا و ماعلیھا سے کتنے احتمال مراد ہیں؟ 3

96۔ مالھا و ماعلیھا سے کونسے احتمال مراد ہیں؟ ما تنتفع بہ النفس و ما تتضرر بہ فی الآخرۃ، مایجوز لھا و ما یجب علیھا، مایجوز لھا و مایحرم علیھا

97۔ مالھا و ماعلیھا کے تمام احتمالات میں سے کتنے مراد لینا اَولی ہیں؟ 3

98۔ مالھا و ماعلیھا کے تمام احتمالات میں سے کونسا مراد لینا اَولی ہے؟ پہلے احتمال کا دوسرا اور تیسرا جزء، تیسرا احتمال

99۔ معرفۃ النفس مالھا و ماعلیھا کتنی چیزوں کو شامل ہے؟ 3

100۔ معرفۃ النفس مالھا و ماعلیھا کونسی چیزوں کو شامل ہے؟ اعتقادیات، وجدانیات، عملیات

101۔ علمِ کلام کس میں سے ہے؟ اعتقادیات

102۔ ملکاتِ نفسانیہ کس میں سے ہے؟ وجدانیات

103۔ اصطلاحی فقہ کس میں سے ہے؟ عملیات

104۔ امامِ اعظم نے کلام کا نام کیا رکھا؟ فقہ اکبر

105۔ اصحابِ شافعی نے فقہ کی کیا تعریف کی؟ العلم بالاحکام الشرعیۃ العملیۃ من ادلّتھا التفصیلیۃ

106۔ اصحابِ شافعی کی تعریفِ فقہ میں العلم کیا ہے؟ جنس

107۔اصحابِ شافعی کی تعریفِ فقہ میں حکم سے اسناد امر الی آخَر مراد لینے سے کیا خارج ہو گا؟ذات وصفات کا علم

108۔ ذات وصفات کا علم متعلّق ہے؟ تصوّرات کے

109۔ حکم کی اقسام کتنی ہیں؟2

110۔ حکم کی اقسام کونسی ہیں؟شرعی، غیرِ شرعی

111۔ حکمِ شرعی کیاہے؟جو خطاب اللہ شرع پر موقوف ہو

112۔ حکمِ غیرِ شرعی کیاہے؟جو خطاب اللہ شرع پر موقوف نہ ہو بلکہ شرع ان پر انحصار کرے

113۔اصحابِ شافعی کی تعریفِ فقہ میں الشرعیۃ کہنے سے کیا نکل گیا؟احکامِ عقلیہ وحسّیہ کا علم

114۔العالَم حادِثٌ کس کی مثال ہے؟احکامِ عقلیہ

115۔النّار مُحرِقۃٌ کس کی مثال ہے؟احکامِ حسّیہ

116۔ شرعی کی اقسام کتنی ہیں؟2

117۔ شرعی کی اقسام کونسی ہیں؟ نظری، عملی

118۔اصحابِ شافعی کی تعریفِ فقہ میں العملیۃ کہنے سے کیا نکل گیا؟احکامِ شرعیہ نظریہ کا علم

119۔اصحابِ شافعی کی تعریفِ فقہ میں من ادلّتھا سے مراد کیاہے؟وہ علم جو خاص دلائل کیساتھ موصوف شخص کو حاصل ہو اور وہ 4 ہیں

120۔اصحابِ شافعی کی تعریفِ فقہ میں مِن ادلّتھا کہنے سے کیا نکل گیا؟تقلید

121۔مقلّدِ کیلئے دلیل کیاہے؟ قولِ مجتہِد

122۔اصحابِ شافعی کی تعریفِ فقہ میں التفصیلیۃ کہنے سے کیا نکل گیا؟ حکمِ اجمالی

123۔ مقتضی کیا ہے ؟ حالت تقاضا کرے کہ حرام حلال ہو گیا

124۔نافی کیا ہے ؟ حالتِ اضطِرار نہ ہونے کی صورت میں حرام کا حلال نہ ہونا

125۔ابنِ حاجب نے فقہ اصطلاحی پر کس کا اضافہ کیا؟ استدلال

126۔اشاعرہ نے حکم کی کیا تعریف کی ؟ خطاب اللہ تعالیٰ المتعلِّق بافعال المکلَّفین بالاقتضاء او التخییر او الوضع

127۔اشاعرہ کی تعریفِ حکم میں بالاقتضاء سے مراد کیا ہے ؟ طلب کرنا

128۔ طلب کی اقسام کتنی ہیں ؟2

129۔ طلب کی اقسام کونسی ہیں ؟ طلبِ فعل، طلبِ ترکِ فعل

130۔ طلبِ فعل کی اقسام کتنی ہیں ؟2

131۔ طلبِ فعل کی اقسام کونسی ہیں ؟ جزمی، غیر جزمی

132۔ایجاب کس کے متعلّق ہے ؟ طلبِ فعل جزمی

133۔ ندب کس کے متعلّق ہے ؟ طلبِ فعل غیر جزمی

134۔ طلبِ ترکِ فعل کی اقسام کتنی ہیں ؟2

135۔ طلبِ ترکِ فعل کی اقسام کونسی ہیں ؟ جزمی، غیر جزمی

136۔ تحریم کس کے متعلّق ہے ؟ طلبِ ترکِ فعل جزمی

137۔ مکروہِ تحریمی کس کے متعلّق ہے؟ طلب ِ ترکِ فعل غیر جزمی

138۔ اشاعرہ کی تعریفِ حکم میں التخییر سے مراد کیا ہے؟ اباحت

139۔ اشاعرہ کی تعریفِ حکم میں أو الوضع کا اضافہ کیوں کیا؟ تاکہ سبب و شرط کیساتھ حکم داخل ہو جائے

140۔ خطاب کی اقسام کتنی ہیں؟ 2

141۔ خطاب کی اقسام کونسی ہیں؟ تکلیفی، وضعی

142۔ خطاب تکلیفی کیا ہے؟ جو اقتضاءً یا تخییرًا افعالِ مکلَّفین سے متعلِّق ہو

143۔ خطاب وضعی کیا ہے؟ اس بارے میں خطاب کہ یہ چیز اسکا سبب یا اسکی شرط ہے

144۔ دُلوک کیا ہے؟ سورج کا طلوع و غروب ہونا

145۔ نماز کیلئے دُلوک کیا ہے؟ سبب

146۔ اشاعرہ کی تعریفِ حکم میں بعض نے کس کا اضافہ کیا؟ او الوضع

147۔ اشاعرہ کی تعریفِ حکم میں بعض نے او الوضع کا اضافہ کیوں نہ کیا؟ یہ اقتضاء یا تخییر کے تحت داخل ہے

148۔ اشاعرہ کی تعریفِ حکم میں او الوضع کو الگ ذکر کرنے میں حق بات کیا ہے؟ الگ ذکر کیا جائے

149۔ مفہومِ حکمِ وضعی کیا ہے؟ 1 شے کا دوسری شے کیساتھ متعلّق ہونا

150۔ دو اشیاء کا آپس میں کسی 1 صورت میں لازم آنا کس پر دلالت نہیں کرتا؟ دونوں کے اتّحادِ نوع پر

151۔ اشاعرہ کی تعریفِ حکم میں کتنے اعتراض ہیں؟ 5

152۔اشاعرہ کی تعریفِ حکم میں کونسے اعتراض ہیں؟تعریفِ فقہاء لکھنی چاہیے، تعریفِ حکم میں افعالُ العباد کہنا چاہیے، قیاس کانکلنا، تعریفِ حکم سے آمِنوا و فاعتبِروا کانکلنا،العملیۃ و افعالِ مکلّفین کے مابین تکرار آنا

153۔فقہاء کس پر حکم کااطلاق کرتے ہیں؟ما ثبت بالخطاب کالوجوب و الحرمۃ مجازًا

154۔بیعِ صبی کس کیطرف نسبت کے اعتبار سے حکم میں داخل ہے؟ولی

155۔قیاس کیاہے؟مُظہرللحکم

156۔افعال کس کو شامل ہے؟فعلِ جوارح و قلب دونوں کو

157۔العملیۃ کس کو شامل ہے؟فعلِ جوارح کو

158۔افعال اور العملیۃ میں سے خاص کونسا ہے؟العملیۃ

159۔اصحابِ شافعی کی تعریفِ فقہ میں الشرعیۃ سے مراد کیاہے؟اگر خطابِ شارع نہ ہوتا تو یہ احکام نہ ہوتے

160۔ہمارے اور جمہور معتزلہ کے ہاں بعض افعال کا حسن وقبح ہے؟عقلی

161۔کن کے ہاں ہر فعل کا حسن وقبح شرعی ہے؟اشاعرہ

162۔تَھَیُّؤ کا معنٰی کیاہے؟تیاری

163۔تَھَیُّؤ کی اقسام کتنی ہیں؟2

164۔تَھَیُّؤ کی اقسام کونسی ہیں؟قریب،بعید

165۔امام اعظم کو کس کاعلم نہ ہو سکا؟زمانہ

166۔تعریفِ فقیہ میں کتنی شرائط ہیں؟3

167۔ تعریفِ فقیہ میں کونسی شرائط ہیں؟ جن احکامِ شرعیہ عملیہ پر نزولِ وحی کیساتھ مسائل ظاہر ہوچکے ہوں، جن احکام پر دلائل کیساتھ اجماع منعقد ہوچکاہو، استنباطِ صحیح کا ملکہ ہو

168۔ قیاس کس پر موقوف ہے؟ فقیہ پر

169۔ فقہ پر اطلاقِ علم درست ہونے کے کتنے جوابات دیے؟ 3

170۔ فقہ پر اطلاقِ علم درست ہونے کے کونسے جوابات دیے؟ فقہ قرآن و حدیث سے مستنبَط ہے، اطلاقِ علم ظنّیات پر بھی ہوتا ہے جیسے علمِ طب، جب ظنِّ مجتہد غالب ہو تو وہ حکمِ قطعی پر ہوتا ہے

171۔ حکم کیطرف نسبت کے اعتبار سے قیاس کیا ہے؟ اصل

172۔ اصولِ ثلاثہ کیطرف نسبت کے اعتبار سے قیاس کیا ہے؟ فرع

173۔ کتاب سے مستنبَط قیاس کی مثال کیا ہے؟ علتِ گندگی کے پائے جانے کی وجہ سے حرمتِ لواطت کو حالتِ حیض میں حرمتِ وطی پر قیاس کیا گیا

174۔ حدیث سے مستنبَط قیاس کی مثال کیا ہے؟ "الحنطة بالحنطة مثلاً بمثل یدًا بیدٍ و الفضل رِبا" کیساتھ گچ کا 1 قفیز 2 قفیز کے بدلے حرمتِ بیع کو گندم کا 1 قفیز 2 قفیز کے بدلے حرمتِ بیع پر قیاس کیا گیا

175۔ اجماع سے مستنبَط قیاس کی مثال کیا ہے؟ علتِ جزئیت کی موجودگی کی بنا پر زانیہ کی ماں سے حرمتِ وطی کو موطوئہ لونڈی کی ماں سے حرمتِ وطی پر قیاس کیا گیا

176۔ زوجہ کی ماں سے حرمتِ وطی بغیر شرطِ وطی کہاں سے ثابت ہے؟ نص

اصولِ فقہ کی حدِّ لقبی

177۔اصولِ فقہ کی حدِّلقبی کیا ہے؟ العلم بالقواعد الّتی یُتوصَّل بھا الیہ علی وجہ التحقیق

178۔اصولِ فقہ کی حدِّلقبی میں قواعد سے کیا مراد ہے؟ جن قضایا کلیہ کے ذریعے اسکے موضوع کی جزئیات کے احکام جانے جائیں

179۔توصُّل کی اقسام کتنی ہیں؟ 2

180۔توصُّل کی اقسام کونسی ہیں؟ قریب،بعید

181۔اصولِ فقہ کی حدِّلقبی میں توصُّل سے کیا مراد ہے؟توصُّلِ قریب

182۔عربی وکلام متعلّق ہیں؟توصُّلِ بعید کے

183۔اصولِ فقہ کی حدِّلقبی میں علی وجہ التحقیق سے کس سے احتراز کیا گیا؟علمِ خلاف وجدل

184۔اگر قیاسِ اقترانی کیساتھ دلیل بنائیں تواصولِ فقہ کا اصول کہاں رکھیں گے؟مقامِ کُبرٰی پر

185۔اگر قیاسِ استثنائی کیساتھ دلیل بنائیں تواصولِ فقہ کا اصول کہاں رکھیں گے؟ملازمہ یعنی مقامِ صُغرٰی پر

186۔دلائلِ شرعیہ میں سے حکم ثابت ہونے کی شرائط کتنی ہیں؟3

187۔دلائلِ شرعیہ میں سے حکم ثابت ہونے کی شرائط کونسی ہیں؟دلیل منسوخ نہ ہو،اسکا معارضِ مساوی یا راجح نہ ہو،قیاس کیطرف مجتہد کی رائے گئی ہو یعنی قیاس اجماعِ مجتہدین کے مخالف نہ ہو

188۔اصولِ فقہ کی حدِّلقبی میں یُتوصَّل بھاالیہ سے مراد کیاہے؟توصُّلِ مجتہد

189۔ مجتہد کیلئے دلیل کیاہے؟اصولِ فقہ

190۔ قولِ مقلّد کے اعتبار سے اصولِ فقہ کی حدِّلقبی کیاہے؟ھوالعلم بالقواعد الّتی یتوصّل بھاالی مسائلِ الفقہ

متن تنقیح مع شرح توضیح = امام قاضی صدر الشّریعہ عبیداللہ بن مسعود حنفی المتوفّی 747ھ

حاشیہ تلویح = سعد الدّین مسعود بن عمر تفتازانی شافعی المتوفّی 792ھ

مقدمہ

[{﴿اِلَيۡهِ يَصۡعَدُ ٱلۡكَلِمُ ٱلطَّيِّبُ﴾}]ذکر سے قبل ضمیر کیساتھ ابتِداء کی تاکہ ذہن میں حاضر رہنے پر دلالت کرے۔طیّب کلم کی صفت ہے۔جس جمع اور واحد کے مابین تاء کیساتھ فرق کیاجاتاہو تو اُسکی صفت مذکّر یامؤنّث لانا جائزہے جیسے نخل خاویة۔جب ضمیر کامرجع اللہ تعالیٰ، رسول اللہ علیہ الصّلوٰۃ والسّلام یاقرآن ہوتواضمار قبل الذکر لازم نہیں آتا۔

اللہ تعالیٰ نے احکام کے محل کی بنیاد 4 چیزوں پر رکھی کتاب،سنّت،اجماع،قیاس۔کتاب کو آیاتِ محکمات کیساتھ انتہائی پختہ کیااور متشابہات کوراسخین فی العلم کے دلوں کی آزمائش کیلئے پردوں کے خیموں میں چھپاہوابنایاتفکُّر سے انکے ذہنوں کی لگاموں کو کھینچنے کیساتھ اور جن رازوں کو جاننے کے وہ مشتاق ہیں وہاں تک غوروفکر کرنے سے روکنے والا بنایا۔متشابہات کانازل کرناہمارے مذہب پروقفِ لازم ہے۔

نُصوص کو فکر کرنیوالوں کی نئی فکر کیلئے جلوہ گاہ بنایا۔ منصّۃُ العروس سے مراد جو جگہ دلہن کو دکھانے کیلئے بلند کی جائے۔ اللہ تعالیٰ نے کتاب کے مجملات کے پردوں کو اپنے نبی علیہ الصّلوٰۃ و السّلام کی سنّت اور انکے فصل خطاب کے ذریعے کھولا۔ فصل خطاب سے مراد جو خطاب حقّ و باطل کے درمیان فرق کردے۔

معالم العلم، معتبِرین یعنی قیاس کرنیوالوں کی راہوں پر رکھا گیا اور اِس سے مراد جن علّتوں کے ذریعے قیاس کرنیوالا مقیس میں حکم جان لے۔ اِنکے مسالک سے مراد جن راستوں پر یہ موارِدِ نصوص سے فروع میں ثابت احکام کیطرف فکر کے قدموں کیساتھ چلتے ہیں۔ اِنکا مَبدَاءِ سُلوک یعنی چلنے کی ابتِداء لفظِ نص ہے، پھراِس سے ظاہری لغوی معانی اور پھر اِس سے باطنی شرعی معانی کو تعبیر کرتے ہیں۔

مُکِبِّین، اکبّ علی وجھه سے مشتق ہے جسکا معنٰی انتہائی توجُّہ کرنا ہے۔ اصولِ فقہ فخر الاسلام علی بزدوی کی، محصول امام رازی کی، اصول ابنِ حاجب کی ہے۔ مصنّف نے اعجاز میں لفظِ عروہ جبکہ سِحر میں لفظِ أھداب کو اختیار کیا کیونکہ اعجاز سِحر سے قوی ہے۔ عروہ میں واحد جبکہ أھداب میں جمع لائے کیونکہ اعجاز فی الکلام یہ ہے کہ معنٰی ایسے طریقے پر ادا ہو جو تمام طرق میں سب سے زیادہ بلیغ ہو۔ شارح علامہ صدر الشریعہ نے اپنی کتاب کا نام تنقیح الاصول رکھا۔

اصولِ فقہ کی حد اضافی

اصولِ فقہ کی 2 نحوی تراکیب کیں۔ 1) ھذا اصول الفقه 2) اصول الفقه ماھی۔ پہلے اضافت کے اعتبار سے پھر دوسری مرتبہ حدِّلقبی یعنی خاص علم کا لقب ہونے کے اعتبار سے تعریف کریں گے۔

اضافت کے اعتبار سے اصل کی تعریف کی کہ جس پر غیر کی بنیاد ہو۔ابتناء کی 2اقسام ہیں۔ 1)حسّی = کسی چیز کا حواسِّ ظاہرہ سے ادراک کرنا اور یہ ظاہر ہے 2)عقلی = حکم کا اپنی دلیل پر مرتب ہونا۔ امام رازی کا محصول میں محتاج الیہ کیساتھ تعریف کرنا مانع نہیں۔

تعریف کی 2اقسام ہیں۔ 1)حقیقی = جیسے ماھیاتِ حقیقیہ کی تعریف کرنا 2)اسمی = جیسے ماھیاتِ اعتباریہ کی تعریف کرنا ،تعریفِ اسمی اس بات کا بیان ہے کہ یہ اسم کس شے کیلیئے وضع کیا گیا ہے؟دونوں تعریفات کیلیئے جامع مانع ہونا شرط ہے۔

مانع سے مراد جس پر حد صادق آئے محدود بھی اس پر صادق آئے۔ جامع سے مراد جس پر محدود صادق آئے حد بھی اس پر صادق آئے۔

انسان کی تعریف حیوانِ ماشی کیساتھ کرنا مانع نہیں اور کاتب بالفعل کیساتھ کرنا جامع نہیں۔ اصل کا اطلاق 4 چیزوں پر نہیں ہوتا۔ 1)علتِ فاعلی 2)علتِ صوری 3)علتِ غائی 4)شروط جیسے آلاتِ کاریگری۔

احناف کی تعریفِ فقہ اور فوائد و قیود

معرفة النفس مالها و ماعليها۔یہ تعریف امامِ اعظم سے منقول ہے۔ جس نے عملًا کی قید کو زیادہ کیا اسنے اعتقادیات (کلام)اور وجدانیات (تصوّف) کو خارج کیا۔ جس نے زیادہ نہ کیا اسنے تمام کو شامل کرنے کا ارادہ کیا جیسا کہ امامِ اعظم۔ "دلیل سے جزئیات کا ادراک کرنا معرفت کہلاتا ہے"اس سے تقلید نکل گئی۔

مالها و ماعليها سے 3 احتمال مراد ہیں۔ 1)ماتنتفع به النفس و ماتتضرر به فی الآخرة 2)مایجوز لها و ما یجب علیها 3)مایجوز لها و مایحرم علیها۔

1۔پہلے میں مزید 3احتمال مراد ہیں۔ا، نفع سے مراد ثواب اور ضرر سے مراد عقاب ہو تو جان لو کہ فعلِ مکلّف کی کل 12اقسام ہیں۔واجب، مندوب، مباح، مکروہِ تنزیہی، مکروہِ تحریمی، حرام۔ یہ 6ہوئیں پھر ہر 1کی 2طرفیں ہیں، کرنے کی اور نہ کرنے کی، پس 12ہو گئیں۔واجب و مندوب کے کرنے پر ثواب جبکہ حرام، مکروہِ تحریمی، ترکِ واجب پر عقاب ہے۔ بقیہ میں نہ ثواب نہ عقاب، لہٰذا یہ معنی مراد لینا اَولی نہیں۔

2، نفع سے عدمِ عقاب اور ضرر سے عقاب مراد ہو تو حرام، مکروہِ تحریمی، ترکِ واجب پر عقاب ہو گا جبکہ بقیہ پر عقاب نہیں لہٰذا یہ معنی مراد لینا اَولی ہے۔

3، نفع سے ثواب اور ضرر سے عدمِ ثواب مراد ہو تو واجب اور مندوب پر ثواب ہو گا جبکہ بقیہ 10 میں ثواب نہیں لہٰذا یہ معنی مراد لینا بھی اَولی ہے۔

2۔مالھا و ماعلیھا سے مراد مایجوز لھا و مایجب علیھا ہو تو حرام، مکروہِ تحریمی کے علاوہ کا کرنا اور واجب کے علاوہ کا نہ کرنا جائز ہے جبکہ واجب کا کرنا اور حرام اور مکروہِ تحریمی کا ترک کرنا واجب ہے۔ بقیہ حرام اور مکروہِ تحریمی کا کرنا اور ترکِ واجب دونوں قسموں سے نکل گئے لہٰذا یہ احتمال مراد لینا اَولی نہیں۔

3۔مالھا و ماعلیھا سے مراد مایجوز لھا و مایحرم علیھا ہو تو یہ تمام اقسام کو شامل ہو گا لہٰذا یہ احتمال مراد لینا بھی اَولی ہے۔

معلوم ہوا کہ مذکورہ بالا تمام میں سے پہلے احتمال کا دوسرا اور تیسرا جزء اور تیسرا احتمال مراد لینا اَولی ہے۔

مالھا و ماعلیھا اعتقادیات کو شامل ہے جیسے وجوبِ ایمان، علمِ کلام وغیرہ اور وجدانیات کو شامل ہے جیسے اخلاقِ باطنہ، ملَکاتِ نفسانیہ، تصوف، زہد، صبر، رضا، نماز میں حضورِ قلب وغیرہ اور عملیات کو بھی شامل ہے جیسے نماز، روزہ، بیع، اصطلاحی فقہ وغیرہ۔

شوافع کی تعریفِ فقہ اور فوائد و قیود

العلم بالاحکام الشرعیۃ العملیۃ من ادلّتھا التفصیلیۃ۔ اس میں العلم جنس بقیہ فصلیں ہیں۔

احکام سے مراد (اسناد امر الی آخر ہو گا) یا پھر اصطلاحی حکم ہو گا اور وہ ہے {خطاب اللہ تعالیٰ المتعلّق بافعال المکلّفین بالاقتضاء او التخییر او الوضع} اگر حکم سے پہلا معنٰی مراد لیں تو ذات وصفات کا علم نکل جائیگا (یعنی حد میں سے تصوّرات نکل جائینگی جبکہ تصدیقات باقی رہیں گی) اور اگر دوسرا مراد لیں تو خطاب اللہ کے علاوہ تمام خطابات سے بچا گیا ہے۔

پس حکم کی 2 اقسام ہیں۔ 1) شرعی = جو خطاب اللہ شرع پر موقوف ہو 2) غیرِ شرعی = جو خطاب اللہ شرع پر موقوف نہ ہو بلکہ شرع ان پر انحصار کرے جیسے اللہ پر ایمان اور نبی کی تصدیق کا واجب ہونا۔

الشرعیۃ سے احکامِ عقلیہ وحسّیہ کا علم نکل گیا جیسے عالَم حادث ہے اور آگ جلانے والی ہے۔ شرعی نظری ہو گا یا عملی۔

العملیۃ سے احکامِ شرعیہ نظریہ کا علم نکل گیا جیسے اجماع حجت ہے۔

من ادلّتھا سے مراد وہ علم جو خاص دلائل کیساتھ موصوف شخص کو حاصل ہو اور وہ 4 ہیں۔ اس سے تقلید نکل گیا کہ مقلد کیلئے اگرچہ قولِ مجتہد دلیل ہے لیکن یہ دلائل مخصوصہ میں سے نہیں۔

التفصیلیۃ سے حکمِ اجمالی نکل گیا جیسے مقتضی (یعنی حالت تقاضا کرے کہ حرام حلال ہو گیا) اور نافی (یعنی حالتِ اضطرار نہ ہونے کی صورت میں حرام کا حلال نہ ہونا) ابنِ حاجب نے استدلال کا اضافہ کیا۔

اشاعرہ کی تعریفِ حکم اور فوائد و قیود

خطاب اللہ تعالیٰ المتعلّق بافعال المکلّفین بالاقتضاء او التخییر او الوضع۔ یہ امام اشعری سے منقول ہے،

خطاب اللہ سے مراد تمام خطابات کو شامل ہونا ہے۔ خطاب کی 2 اقسام ہیں۔ 1) تکلیفی = جو اقتضاءً یا تخییرًا افعالِ مکلفین سے متعلّق ہو 2) وضعی = اس بارے میں خطاب کہ یہ چیز اسکا سبب یا اسکی شرط ہے۔ جیسے دُلوک یعنی سورج کا طلوع و غروب ہونا نماز کیلیئے سبب ہے جبکہ طہارت شرط ہے۔

بالاقتضاء سے مراد طلب کرنا ہے۔ طلبِ فعل جزمی ہو گا جیسے ایجاب یا غیر جزمی جیسے مندوب۔ اسی طرح طلبِ ترکِ فعل جزمی ہو گا جیسے حرام یا غیر جزمی جیسے مکروہِ تحریمی۔

او التخییر سے مراد اباحت ہے۔ بعض نے او الوضع کو زیادہ کیا تاکہ سبب و شرط کیساتھ حکم داخل ہو جائے۔ بعض نے داخل نہ کیا کیونکہ یہ اقتضاء یا تخییر کے تحت داخل ہے کہ دُلوک کا نماز کیلیئے سبب ہونے کا یہ معنی ہے کہ جب جب دُلوک پایا جائے گا تب تب نماز واجب ہو جائیگی۔

لیکن حق یہ ہے کہ وضعی کو الگ ذکر کیا جائے کیونکہ مفہومِ حکمِ وضعی یہ ہے کہ 1 شے کا دوسری شے کیساتھ متعلّق ہونا جبکہ حکمِ تکلیفی کا یہ مفہوم نہیں۔ اور 1 شے کا دوسری شے کیساتھ کسی 1 صورت میں لازم آنا ان دونوں کے نوع کے 1 ہونے پر دلالت نہیں کرتا۔

تعریفِ حکم پر اعتراضات و جوابات

1۔اشعری کی اتّباع کرنیوالے بعض متاَخّرین نے خطاب اللہ.......پر حکم کا اطلاق کیا جبکہ فقہاء﴿ما ثبت بالخطاب کالوجوب و الحرمة مجازًا﴾پر حکم کا اطلاق کرتے ہیں۔یعنی اسمِ مصدر کا مفعول پر اطلاق کیا جیسے خلق بمعنی مخلوق لیا جاتا ہے،جب یہ پھیل گیا تو حقیقتِ اصطلاحی بن گیا۔

اس پر اعتراض ہوا کہ اصولِ فقہ میں تعریفِ فقہاء ذکر کرنی چاہیے جو اصل مقصود ہے تو پہلا جواب دیا کہ جسطرح حکم سے "ماحُکِم به" مراد ہے اسی طرح عقلی قرینہ کی بنا پر خطاب سے "ما خُوطِب به" مراد ہے۔دوسرا جواب دیا کہ حکم ایجاب و تحریم کا نام ہے،اسکا اطلاق وجوب و حرمت پر تسامُح کے طور پر کیا گیا۔

2۔المتعلّق بافعال المکلّفین کی بجائے "المتعلّق بافعال العباد" کہنا چاہیے کیونکہ اس سے بچے کا فعل نکل گیا جیسے اسکی بیع کا جواز تو اسکا جواب دیا کہ ولی کیطرف نسبت کے اعتبار سے فعلِ صبی کو حکم کہا جائے گا کہ بیعِ صبی اجازتِ ولی پر موقوف ہے۔اس جواب پر اعتراض کیا کہ اسلام و نماز میں اجازتِ ولی لازمی نہیں تو جواب دیا کہ یہ عموم بھی ولی کیطرف منسوب ہے۔

3۔ما ثبت بالقیاس حد سے نکلا کیونکہ یہ خطاب اللہ نہیں تو جواب دیا کہ قیاس مُظهِر للحکم ہے نہ کہ مُثبِت للحکم

4۔آمِنوا و فاعتبِروا حد سے نکل گیا کیونکہ یہ افعال میں سے نہیں کہ افعال جوارح سے ہوتا ہے تو جواب دیا کہ یہاں افعال عام ہے جو جوارح اور قلب دونوں کو شامل ہے۔

5۔اعتراض کیا کہ حدِّ فقہ میں العملیة کہا اور تعریفِ حکم میں افعال کہا تو اسطرح تکرار لازم آیا کہ ان دونوں سے مراد 1 ہی معنی ہے تو جواب دیا کہ افعال عام ہے جو فعلِ جوارح و قلب دونوں کو شامل ہے جبکہ العملیة خاص ہے جو کہ فعلِ جوارح کو شامل ہے۔

الشرعیۃ سے مراد ہے کہ اگر خطابِ شارع نہ ہوتا تو یہ احکام نہ ہوتے، اب یہ عام ہے کہ خطاب بعینہ اسی حکم میں وارد ہو یا اس صورت پر وارد ہو کہ حکم اسکا محتاج ہو جیسے مسائلِ قیاسیہ، کیونکہ اگر خطابِ شارع مقیس علیہ میں نہ پایا جاتا تو مقیس میں ادراکِ حکم نہ ہوتا۔

ہمارے اور جمہور معتزلہ کے ہاں بعض افعال کا حَسین و قبیح ہونا عقلی ہے جیسے علمِ اخلاق اور بعض افعال کا حُسن و قُبح شرعی ہے یعنی وہ خطابِ شارع پر موقوف ہیں جیسے فقہ۔ اسطرح ہماری تعریف جامع مانع ہے جبکہ اشاعرہ کے ہاں ہر فعل کا حُسن و قُبح شرعی ہے جس بنا پر انکی تعریف جامع مانع نہ رہی۔

الّتی لایُعلَم کونُھا من الدین ضرورۃً اس عبارت کا تعریفِ فقہ میں اضافہ نہیں ہونا چاہیے، اضافہ کرنیوالوں کی دلیل کہ نماز، روزہ کو جاننے والے کو فقیہ نہ کہا جائے تو جواب دیا کہ کتاب الرحمن کے 100 مسائل جاننے والے کو بھی فقیہ نہیں کہا جاتا تو یہ قید لگانے کا کوئی فائدہ نہیں۔

احکام سے بعض، نصف، کل مراد نہیں لیا جاسکتا کیونکہ حوادث بدلتے رہتے ہیں۔

العلم سے تھَیُّؤ یعنی تیاری بھی مراد نہیں لے سکتے کیونکہ اسکی 2 اقسام ہیں۔ 1) قریب اسکیلئے کوئی ضابطہ نہیں 2) بعید یہ تمام کو حاصل ہے یعنی تمام اسکا ارادہ رکھتے ہیں کہ علم سیکھیں۔ امام اعظم کو ساری زندگی زمانے کا علم نہ ہو سکا۔

شرائطِ تعریفِ فقیہ

فقیہ کی 3 شرائط ہیں۔ 1) احکامِ شرعیہ عملیہ کا جاننا جن پر نزولِ وحی کیساتھ مسائل ظاہر ہو چکے ہوں 2) جن احکام پر دلائل کیساتھ اجماع منعقد ہو چکا ہو وہ معلوم ہوں 3) استنباطِ صحیح کا ملکہ حاصل ہو۔

فقیہ کیلئے مسائلِ قیاسیہ کا جاننالازم نہیں ورنہ دور لازم آئے گا کہ قیاس فقیہ پر موقوف ہوتا ہے جبکہ دخولِ قیاس کی بنا پر فقیہ قیاس پر موقوف ہو جائیگا۔

فقہ کو علم کہنے کی وجہ

فقہ کو علم کہنے کی 3 وجوہات ہیں۔ 1) فقہ قرآن و حدیث سے مستنبط ہے، اسلیے انکی قطعیت کی بنا پر یہ بھی قطعی ہوا 2) اطلاقِ علم ظنیات پر بھی ہوتا ہے جیسے علمِ طب 3) جب ظنِ مجتہد غالب ہو تو وہ قطعی کے حکم پر ہوتا ہے۔

کچھ کے ہاں ہر مجتہد درستگی پر ہوتا ہے لہٰذا انکے ہاں ہر مجتہد قطعی ہوا جبکہ جنکے ہاں مجتہد سے خطا ممکن ہے تو انکے ہاں دلیل کو دیکھتے ہوئے ظنِ غالب کیساتھ اجتہادِ مجتہد ثابت ہو گا۔

اصولِ فقہ 4 ہیں۔ 1) کتاب 2) سنت 3) اجماع 4) قیاس۔ پہلے 3 مطلقاً اصول ہیں کہ یہ مثبت للحکم ہیں جبکہ قیاس حکم کیطرف نسبت کے اعتبار سے اصل ہے اور پہلے تینوں کیطرف نسبت کے اعتبار سے فرع ہے۔ قیاس مظہر للحکم ہے اور پہلے 3 اصول کیساتھ حکمِ قیاس ثابت ہو گا۔

قیاس کی مثالیں

1۔ کتاب سے مستنبط قیاس کی مثال کہ علتِ گندگی کے پائے جانے کی وجہ سے حرمتِ لواطت کو حالتِ حیض میں حرمتِ وطی پر قیاس کیا گیا۔

2۔ حدیث سے مستنبط قیاس کی مثال کہ "الحنطة بالحنطة مثلاً بمثل یدًا بیدٍ و الفضل رِبا" کیساتھ گچ کا 1 قفیز 2 قفیز کے بدلے حرمتِ بیع کو گندم کا 1 قفیز 2 قفیز کے بدلے حرمتِ بیع پر قیاس کیا گیا۔

3۔ اجماع سے مستنبط قیاس کی مثال کہ علتِ جزئیت کی موجودگی کی بنا پر زانیہ کی ماں سے حرمتِ وطی کو موطوئہ لونڈی کی ماں سے حرمتِ وطی پر قیاس کیا گیا جبکہ زوجہ کی ماں سے حرمتِ وطی بغیر شرطِ وطی نص سے ثابت ہے۔

اصولِ فقہ کی حدِّ لقبی

[العلم بالقواعد الّتی یتوصّل بھا الیہ علی وجہ التحقیق] قواعد سے مراد وہ قضایا کلیہ جنکے ذریعے اسکے موضوع کی جزئیات کے احکام جانے جائیں۔ توصُّل سے مراد توصُّلِ قریب ہے، توصُّلِ بعید (عربی و کلام) سے بچا گیا ہے۔ علی وجہ التحقیق سے علمِ خلاف وجدل سے احتراز کیا گیا۔

اگر قیاسِ اقترانی کیساتھ دلیل بنائیں تو اصولِ فقہ کا اصول مقامِ کُبرٰی پر رکھیں گے اور اگر قیاسِ استثنائی (متّصلہ شرطیہ) کیساتھ دلیل بنائیں تو اصولِ فقہ کا اصول ملازمہ (مقامِ صُغرٰی) پر رکھیں گے۔ یہ بھی ممکن ہے کہ قضیہ کلیہ بعینہ اصولِ فقہ کے مسائل میں مذکور نہ ہو بلکہ اسکے ضمن میں پایا جائے تو یہ بھی دلیل بن سکتا ہے۔

دلائل شرعیہ سے شرائطِ ثبوتِ حکم

شرعی دلائل سے حکم ثابت ہونے کی 3 شرائط ہیں۔ 1) دلیل منسوخ نہ ہو 2) اسکا معارضِ مساوی یا راجح نہ ہو 3) قیاس کیطرف مجتہد کی رائے گئی ہو یعنی قیاس اجماعِ مجتہدین کے مخالف نہ ہو

تعریف میں "یُتوصَّل بھا الیہ" سے مراد توصُّلِ مجتہد ہے کیونکہ مجتہد کیلئے اصولِ فقہ دلیل ہیں جبکہ مقلِّد کیلئے قولِ مجتہد دلیل ہوتا ہے۔ اس بناپر اصولِ فقہ میں ابحاثِ مقلّد کو ذکر نہیں کیا گیا۔ بعض کے ہاں "یتوصّل بھا الیہ" سے دونوں مراد ہیں تو اس بناپر ابحاثِ مقلّد و مجتہد دونوں کو کتاب میں شامل کرنا پڑا۔

جب قولِ مقلّد کو فقہ کہنا ہے تو اصولِ فقہ کی حدِّلقبی یہ ہے کہ "ھو العلم بالقواعد التّی یُتوصَّل بھا الی مسائلِ الفقہ"۔ نہ کہ "الی الفقہ" کیونکہ یہ ادلّہ سے احکام جاننے کا نام ہے۔ "علی وجہ التحقیق" اس معنٰی کے منافی نہیں کیونکہ تحقیقِ مقلّد یہ ہے کہ وہ مجتہد کی رائے کے حق ہونے کا یقین رکھتے ہوئے تقلید کرے۔

یہ وہ مسائل ہیں جو دلیل کیطرف نظر کرنے کے متعلّق ہیں۔

اب مدلول کیطرف نظر کرتے ہوئے دیکھا جائے گا کہ وہ حکم کی کونسی نوع ہے، فرض ہے یا واجب؟ کیونکہ اگر وہ شے علت بن رہی ہے تو قیاس سے اسکو ثابت کرنا ممکن نہیں۔

محکوم علیہ اور محکوم بہ کے متعلّق بحث کی جائیگی۔ محکوم بہ وہ فعلِ مکلّف ہے کہ وہ عبادت ہے یا عقوبت؟ محکوم علیہ کی اہلیت دیکھی جائے گی کہ اسے کونسے عوارض لاحق ہیں سماویہ یا اسکے خود کے کیے ہوئے ہیں یعنی اس بندے سے اسطرح کا فعل صادر ہوا ہے تو اسکا حکم یہ ہے۔ ملازمات میں بھی اسی طرح ہے۔ اس علم میں ادلّۂ شرعیہ و احکام کے بارے میں بحث کی جائیگی۔

عوارضِ ذاتیہ کی 3 اقسام ہیں چاہے ادلہ کی ہوں یا احکام کی۔ 1) عوارضِ ذاتیہ مبحوث عنہا ہونگے 2) مبحوث عنہا کو لاحق ہونگے 3) ان دونوں کے علاوہ ہونگے۔ پہلا محمول بنتا ہے، دوسرا کبھی موضوع کبھی محمول کبھی موضوع کے اوصاف و قیود بنتا ہے جبکہ تیسرا کسی کیساتھ بھی متعلّق نہیں ہوتا۔

حکم میں 3 چیزیں ہیں 1) حاکم 2) محکوم علیہ 3) محکوم بہ

یہاں اعتراض کیا کہ اِلحاق کیا جائے۔ تو ہم نے کہا کہ الحاق کے 2 معنی ہیں۔ 1) ادلّہ موضوع ہیں جبکہ احکام کو بطورِ تابع ذکر کیا جاتا ہے 2) ادلّہ و احکام دونوں ہی موضوع ہیں۔ دوسرا معنٰی مراد لینا درست ہے۔

کہا کہ اگر آپ حکم سے مراد وہ لیتے ہیں کہ جو افعالِ مکلّفین کے متعلّق ہیں تو وہ کلام تو قدیم ہے یعنی اللہ تعالیٰ کا کلام۔ تو ہم نے کہا کہ اس سے مراد ہمارے علم میں ثابت ہونا ہے۔

کہا کہ اگر آپ حکم سے مراد اثرِ خطاب لیتے ہیں تو واجب اور حرام ہونا تو بعض سے ثابت ہوتا ہے بعض سے نہیں۔ تو ہم نے کہا کہ مراد وجوب کے غلبۂ ظن کو ثابت کرنا ہے۔ تو کہا کہ یہاں آپنے 1 لفظ سے دونوں معنی مراد لیے ہیں۔ یا تو وجوب لیں یا غلبۂ ظن۔ تو ہم نے کہا ہم اس سے عمومِ مجاز یعنی دونوں مراد لیتے ہیں کہ غلبۂ ظن کا ثابت ہونا ہمارے لیے علم کو ثابت کرے گا یا غلبۂ ظن کو ثابت کرے گا۔

کہا کہ 1 علم کے 1 سے زیادہ موضوع ہوسکتے ہیں یا نہیں؟ تو ہم نے کہا ہوسکتے ہیں۔ اس طور پر کہ ایک مضاف اور دوسرا مضاف الیہ ہو۔ بعض اِس سے پیدا ہونگے بعض اُس سے۔ جسطرح یہ علم اصولِ فقہ کا ہے کہ بعض ادلّۂ سے پیدا ہونگے بعض احکام سے۔

کوئی اپنے طور پر کہے کہ فلاں 1 علم ہے یعنی کہے کہ ریاضی و منطق دونوں 1 علم کے الگ الگ موضوع ہیں؟ تو ایسی بات درست نہیں۔ کہا کہ ہم نے مثال وارد کر دی کہ بعض اِس سے پیدا ہوتا ہے اور بعض اُس سے۔

اسطرح طب کے اندر بھی بدنِ انسان اور ادویات کو 2 موضوع قرار دیا گیا۔ انہوں نے کہاادویہ اور بدنِ انسان کو ہم نے 2 موضوع نہیں کہا۔ طب کے اندر بدنِ انسان ہی موضوع ہے دوائیوں کو تو جانچا جاتا ہے۔

کہا کہ حیثیت کی قید کو موضوع کے اندر 2وجہ سے ذکر کیا جاتا ہے۔ اسکے 2 معنٰی ہیں۔ 1) یہ چیز اس حیثیت سے اس چیز کا موضوع ہے۔ 2) اسکی کئی اعراض ہوتی ہیں۔ ان میں سے ایک کو مخصوص کرنے کیلیئے کہا جاتا ہے۔ پہلے اسکے اعراضِ ذاتیہ موجود ہونے کی حیثیت سے یعنی اسکا وحدت و کثرت ہونے کے اعتبار سے حیثیت کے متعلّق بحث نہیں ہوتی کیونکہ موضوع کے اعراض اور اجزاءِ موضوع کے اعراض کے بارے میں بحث نہیں ہوتی۔

کوئی اعتراض کرے کہ کیا 1 چیز کی چند اعراض ہو سکتی ہیں اگرچہ واحدِ حقیقی ہو! ہم نے کہا کہ واحد حقیقی کی چند طرح کی اعراض ہوتی ہیں کیونکہ وہ کثیر صفات سے متّصف ہوتی ہیں۔ مثلاً حقیقی، اضافی، اجابی، سلبی۔ تو اس اعتبار سے اسکی حیثیت بیان ہو سکتی ہے یعنی یہ چیز اس حیثیت سے اسکا موضوع ہے۔

یہ الگ بات ہے کہ 1 عِلم کے 1 سے زیادہ موضوع ہو سکتے ہیں حالانکہ مشہور یہ ہے کہ 1 شے 2 عِلموں کا موضوع نہیں بن سکتی۔ ہم نے کہا یہ بات درست نہیں بلکہ درست یہ ہے کہ 2 عِلموں کیلیئے 1 موضوع بن سکتا ہے۔ لیکن 1 علم کے 1 سے زائد موضوع نہیں ہو سکتے۔

معترضین کہا کہ واحد حقیقی کی بھی کئی طرح کی صفات ہوتی ہیں تو وہ صفات واحد حقیقی کو لاحق ہو نگی یا نہیں۔ لاحق ہوں تو ٹھیک ہے، لیکن اگر اسکے جزء کو لاحق ہوں تو یہ درست نہیں کیونکہ واحد حقیقی کا جزء نہیں ہوتا۔

اگر ہم اسکو ڈائریکٹ کہہ دیں کہ یہ اسکی ذات کو لاحق ہے تو تسلسل شروع میں ختم ہو جائے گا اور یہی مطلوب ہے اور اگر اس میں کلام کیا جائے کہ وہ فلاں پر موقوف ہے اور وہ فلاں پر موقوف ہے تو اس طرح ما لانہایۃ تک سلسلہ جائے گا اور دَور لازم آئے گا تو تسلسل کو ختم کرنے کیلیئے کہا کہ وہ صفت واحدِ حقیقی کو ہی لاحق ہے۔

قرآن

تنقیح الاصول کو 2 اقسام میں تقسیم کیا ہے، پہلی قسم ادِلّہِ شرعیہ کے متعلّق اور دوسری احکام کی بحث کے متعلّق ہے۔
پہلی قسم 4 ارکان پر مشتمل ہے۔

پہلا رکن کتاب کے بارے میں ہے اور کتاب سے مراد قرآن ہے۔ قرآن کی تعریف کی کہ ما نُقِل الینا بین دَفَّتَیِ المَصاحِف تواتُراً یعنی جو مصاحف کے 2 گتّوں کے درمیان ہماری طرف تواتر کے طور پر منقول ہوا۔اس سے تمام دیگر کتب، احادیث قدسیہ و نبویہ، قرأت شاذہ نکل گئیں۔

ابنِ حاجب نے اعتراض کیا کہ اس تعریف سے دَور لازم آتا ہے کہ قرآن کا جاننا مصحف پر اور مصحف کا جاننا قرآن پر موقوف ہے۔

مصنف نے پہلا جواب دیا کہ مصحف مشہور و معروف ہے کہ مصحف سے ہمیشہ قرآن ہی مراد لیا جاتا ہے۔

دوسرا تحقیقی جواب دیا کہ یہ قرآن کی تعریفِ شخصی ہے نہ کہ تعریفِ حقیقی۔ ہمارے علماء نے بھی یہی کہا کہ ما نُقِل الینا کیساتھ یاتو کتاب کی تعریف کی ہے یا قرآن کی، دونوں صورتوں میں یہ کتاب یا قرآن کی ماہیت کی تعریف نہیں بلکہ اسکو مشخّص کرنا ہے کیونکہ قرآن لفظِ مشترک ہے جسکا اطلاق اُس کلامِ ازلی پر کیا جاتا ہے جو اللہ تعالیٰ کی صفت ہے۔ اور قرآن کا اطلاق مقرؤ پر کیا جاتا ہے۔ ما نُقِل الینا سے یہاں مقرؤ مراد ہے یعنی جسکو اوّل تا آخر پڑھا جاتا ہے۔ پس دَور لازم نہیں آیا۔

بلکہ اگر قرآن کی ماہیت کی تعریف کا ارادہ کیا جائے تو دَور لازم آتا ہے۔یعنی مصحف میں جو کچھ لکھا ہے اسکے ساتھ قرآن کی ماہیت کی تعریف کی جائے تو مصحف کی ماہیت کی معرفت لازم آئے گی جو کسی کیلئے کافی نہیں کیونکہ مصحف کی ماہیت کی معرفت قرآن کی ماہیت کی معرفت پر موقوف ہے۔

قرآن حدیعنی تعریف کے قابل نہیں ہے۔ حد سے مراد هو القول المعرّف للشئ المشتمل علی أجزائه یعنی شے کیلئے وہ قولِ معرّف جو اسکے اجزاء پر مشتمل ہو۔ حد شخصیات کی معرفت کا فائدہ نہیں دیتا بلکہ اسکے مشخّصات کیطرف اشارہ ضروری ہے تاکہ معرفت حاصل ہو جائے۔

جو قرآن حضرت جبرائیل علیہ الصّلوٰۃ و السّلام لائے وہ مشخّص تھا۔ مشخّص ہونے کی بنا پر قرآن حد کو قبول نہیں کرے گا۔ اگر قرآن خاص ترکیب کیساتھ کلماتِ مرکّبہ کا نام ہے تو برابر ہے کہ اِسکو زید پڑھے یا عمرو۔

شخصی کی حد نہیں ہوتی ہے،اِسکی 2 تاویلیں ہیں۔ 1) قرآن شخصی نہیں بلکہ خاص ترکیب کیساتھ کلماتِ مرکّبہ کا نام ہے۔ شخصی حد کو قبول نہیں کرتا اور یہ ظاہر ہے۔ بہر حال معرفتِ قرآن کسی کو حاصل نہیں مگر کہا جاتا ہے کہ یہ وہ کلمات ہیں جو اوّل تا آخر پڑھے جاتے ہیں 2) اصطلاح بنانے میں کوئی قباحت نہیں۔ پس ہم نے شخصی سے خصوصیات کیساتھ یہ کلمات مراد لیے جنکو اس ترکیب میں کوئی دخل نہیں۔ بیشک اعراض اپنے مشخّصات کیساتھ اس حد کیطرف ختم ہو جاتی ہیں جو حد تعدُّد کو قبول نہیں کرتا۔

فقط محل کے اعتبار سے اختلاف ہے نہ کہ ذات کے اعتِبار سے۔ جیسے قصیدۂ معیّنہ کا تعدُّد نا ممکن ہے۔ محل کے اعتبار سے تعدُّد ہو سکتا ہے کہ اِس قصیدۂ معیّنہ کو بکر پڑھے یا زید۔ پس ہم نے شخصی سے یہی مراد لیا اور اس معنٰی کیساتھ یہ حد کو قبول نہیں کرے گا۔

ابنِ حاجب نے قرآن کی تعریف کی هو الكلام المنزّل للاعجاز بسورة منه۔ مصنف نے کہا کہ اگر اِس تعریف سے ابنِ حاجب نے ماہیتِ قرآن کی تعریف کا ارادہ کیا تو دَور لازم آتا ہے کہ کوئی سورت کے متعلّق سُوال کرے تو جواب

دیا جائے گا کہ وہ قرآن کا بعض ہے۔ اگر قرآن کے متعلّق پوچھے تو سورت کو درمیان میں لانا ہو گا۔ اور اگر قرآن کی شخصی تعریف کا ارادہ کیا ہے تو یہ معہودِ متعارف ہے جیسا کہ ہم نے پہلے مراد لیا تھا۔ توجسطرح اِنکی تعریف پر دَور لازم نہیں آتا اسی طرح ہماری تعریف پر بھی دَور لازم نہیں آتا۔

دو بابوں میں سے پہلا باب معنٰی کا فائدہ دینے کے متعلّق ہے۔ حکمِ شرعی کا فائدہ معنٰی کا فائدہ دینے پر موقوف ہے۔ معنٰی کے فائدے میں خاص، عام، مشترک، حقیقت، مجاز کے متعلّق اس حیثیت سے بحث ہوتی ہے کہ یہ معنٰی کا فائدہ دیتے ہیں۔

دوسرا باب حکمِ شرعی کا فائدہ دینے کے متعلّق ہے۔ اِس میں امر و نہی کے متعلّق بحث ہو گی کہ امر وجوب کو واجب کرتا ہے اور نہی حرمت کو واجب کرتا ہے۔ اور وجوب و حرمت حکمِ شرعی ہیں۔

پہلے باب میں کہا کہ جب قرآن معنٰی پر دلالت کرنے والے نظم کا نام ہے تو لفظ کی معنٰی کیطرف نسبت کے اعتبار سے 4 تقسیمیں کیں۔

قرآن کی بے ادبی کی بنا پر یہاں نظم سے لفظ مراد ہے کیونکہ لفظ اصل میں منہ سے کسی شے کو پھینکنے کا نام ہے۔ اسی بنا پر لفظ کی جگہ نظم کو اختیار کیا۔ امامِ اعظم سے مروی ہوا کہ انہوں نے خصوصًا جوازِ نماز میں نظم کو رکنِ لازم نہیں بنایا بلکہ فقط معنٰی کا اعتبار کیا۔ یہاں تک کہ اِنکے ہاں بغیر عذر نماز میں غیرِ عربی میں قرأت جائز ہے۔ جوازِ نماز کے علاوہ میں رکنِ لازم بنایا ہے جیسے جُنبی و حائضہ کی قرأت۔ یہاں تک کوئی فارسی میں قرآنی آیت پڑھے تو یہ جائز ہے کیونکہ یہ عدمِ نظم کی بنا پر قرآن نہیں ہے۔

لیکن اصحّ یہ ہے کہ انہوں نے اِس قول سے رجوع کر لیا تھا۔ یعنی جوازِ نماز میں نظم رکنِ لازم ہے۔ ہمارے مشائخ نے بھی یہی کہا کہ قرآن نظم و معنٰی دونوں کا نام ہے۔

تقاسیم اربعہ

کلام کو وضع کے اعتبار سے خاص،عام، مشترک کیطرف تقسیم کیا ہے۔ فخر الاسلام نے کہا کہ پہلی تقسیم نظم کے وجوہ میں لفظ کے صیغہ و لغت کے اعتبار سے ہے۔ دوسری تقسیم اِستعمالِ لفظ کے اعتبار سے ہے یعنی لفظ موضوع لہ میں مستعمل ہے یا نہیں۔ تیسری تقسیم معنٰی کے ظُہور و خفی کے اعتبار سے ہے۔ چوتھی تقسیم لفظ کی اُس پر دلالت کی کیفیت کے اعتبار سے ہے۔

تقسیمِ اوّل لفظ کی معنٰی کیلئے وضع کے اعتبار سے ہے۔ اگر لفظ کثیر افراد کیلئے وضع کیا گیا ہو اور وضع بھی متعدّد ہو تو یہ مشترک ہو گا جیسے عَینٌ۔ اگر لفظ کثیر افراد کیلئے 1 بار وضع کیا گیا ہو تو اگر کثیر غیر محصور ہو اور ان تمام کو مستغرق ہو جنکی یہ صلاحیت رکھتا تو یہ عام ہے۔ اگر یہ ان تمام کو مستغرق نہ ہو جنکی یہ صلاحیت رکھتا ہے تو یہ جمع منکّر ہو گا۔

عام کی تعریف کی لفظٌ وُضِعَ وضعًا واحدًا الکثیرغیرِ محصور مستغرِقٍ جمیعَ مایَصلَح لہ یعنی وہ لفظ جو کثیر غیر محصور افراد کیلئے 1 بار وضع کیا گیا ہو اور ان تمام کو مستغرق ہو جنکی یہ صلاحیت رکھتا ہے۔ تعریفِ عام کے فوائد و قیود بیان کیے کہ وضعًا واحدًا کہنے سے مشترک نکل گیا۔ کثیر سے وہ نکل گیا جو کثیر کیلئے وضع نہیں ہوا جیسے زید۔ غیرِ محصور سے اسماءِ عدد نکل گئے جیسے 100 کثیر تو ہے لیکن محصور ہے۔ مستغرق جمیعَ مایصلح لہ سے جمع منکّر نکل گیا جیسے رأیت رِجالًا۔

خاص کی تعریف کی کہ اگر کثیر محصور ہوں جیسے عدد۔ یا پھر وضع 1 کیلئے ہو چاہے شخص یا نوع کے اعِتبار سے ہو جیسے زید یا رجل۔

مُؤوّل کی تعریف کی کہ جب رائے کیساتھ مشترک کے بعض معانی ترجیح پا جائیں۔

اسمِ ظاہر کا معنٰی معین ہو جس کیلئے مشتق منہ مشتق کے وزن کیساتھ وضع کیا گیا ہو تو یہ صفت ہے اور اگر اسکا معنٰی مشخّص ہو تو علَم ہے اور اگر اسکا معنٰی مشخّص نہ ہو تو اسمِ جنس ہے۔

علَم اور اسمِ جنس کبھی مشتق ہوتے ہیں یا نہیں۔ اگر صفت اور اسمِ جنس سے بغیر قید کے مسمّٰی مراد ہو تو مطلق ہے اور اگر قید کیساتھ مسمّٰی مراد ہو تو مقیّد ہے۔ پھر اگر مسمّٰی کے تمام اشخاص ہوں تو عام ہے۔ اگر مسمّٰی کے بعض اشخاص معیّن ہوں تو معہود ہے۔ اگر مسمّٰی کے بعض اشخاص معیّن نہ ہوں تو نکرہ ہے۔

نکرۃ کی تعریف کی ھی ما وضع لِشَیْءٍ لا بعینہ عند الاطلاق للسامع یعنی سامِع کے اطلاق کے وقت جو غیرِ معیّن شئے کیلئے وضع کیا گیا ہو۔ معرفۃ کی تعریف کی ھی ما وضع لِمعیّن عند الاطلاق للسامع یعنی سامِع کے اطلاق کے وقت جو معیّن شئے کیلئے وضع کیا گیا ہو۔

فوائد و قیود بیان کیے کہ عند الاطلاق سے مراد بوقتِ وضع تعیین و عدمِ تعیین میں معرفہ و نکرہ کے مابین کوئی فرق نہیں۔ للسامع سے مراد کہ سامنے والے کو بھی علم ہو یعنی جاءنی رجل کہنے سے متکلّم کیلئے تو رجل متعیّن ہو لیکن سامنے والے کیلئے متعیّن نہ ہو۔

مطلق خاص کی اقسام میں سے ہے کیونکہ مطلق واحدِ نوعی کیلئے وضع کیا گیا ہے۔ واجب ہے کہ ان اقسام میں سے ہر قسم میں اس حیثیت سے اعتبار کیا جائے کہ ہر 2 قسموں کے مابین تنافی کا وہم نہ ہو۔ کبھی کبھار بعض اقسام بعض کیساتھ جمع ہو جاتی ہیں۔ اگر جَرَتِ العیونُ کو اس حیثیت سے لیں کہ عینٌ کبھی باصرۃ، کبھی عینِ ماء کیلئے وضع کیا جاتا ہے تو یہ مشترک ہو گا۔ اگر جَرَتِ العیونُ کو اس حیثیت سے لیں کہ عینٌ عینِ ماء کے تمام افراد کو شامل ہے تو یہ عام ہو گا۔ پس عام و مشترک کے مابین کوئی منافی نہیں بلکہ عام و خاص کے مابین منافی ہے۔

خاص اس حیثیت سے خاص ہے کہ اس میں عوارض و موانع کا اعتبار نہیں کیا جاتا جیسے حقیقی ارادے سے پھیرنے والا قرینہ۔ خاص حکم کو قطعی طور پر واجب کرتا ہے۔ قطع کے 2 معنیٰ ہیں۔ 1) یقین بمعنی الاخصّ یعنی جسکے مقابلے میں اصلاً کوئی احتمال نہ ہو 2) یقین بمعنی الاعمّ یعنی جسکے مقابلے میں کوئی احتِمال تو ہو لیکن اسکی اہمّیت نہ ہو۔ یہاں قطعاً سے یقین بمعنی الاعمّ مراد ہے۔

خاص کی مثالیں

خاص کی پہلی مثال [{﴿ثَلٰثَةَ قُرُوْٓءٍ﴾}] میں لفظِ ثلاثۃ خاص جس پر عمل واجب ہے۔ قُروء کے 2 معنیٰ ہیں۔ ہمارے ہاں حیض جبکہ امام شافعی کے ہاں طہر ہے۔ حیض میں طلاق مشروع نہیں بلکہ صرف طہر میں طلاق دے سکتے ہیں۔ امام شافعی کے ہاں چونکہ قُروء سے طہر شمار کیا جاتا ہے تو جس طہر میں طلاق دی تو اگر اِس طہر کو شمار کریں تو 2 طہر اور بعض جبکہ شمار نہ کرنے کی صورت میں 3 طہر اور بعض واجب ہو گا۔ دونوں صورتوں میں ثلاثۃ لفظِ خاص پر عمل نہیں ہو رہا۔ جبکہ ہمارے ہاں حیض مراد لینے سے ثلاثۃ لفظِ خاص پر عمل ہو رہا ہے۔

مصنّف نے سوَالِ مقدّر کیا کہ شوافع کے ہاں طہر کا ادنٰی ساوقت گزرنے پر بھی مکمّل طہر کا اطلاق کیا جاتا ہے تو یہ کیوں کہا جاتا ہے کہ 3 اور بعض یا 2 اور بعض واجب ہو گا۔ جواب دیا کہ پھر تو تیسرے طہر کا ادنٰی ساوقت گزرنے کے بعد عورت کیلئے نکاح کرنا جائز ہونا چاہیے حالانکہ یہ اجماع کے خلاف ہے۔ اِس سے شافِعیوں کا شُبہ قطع ہو گیا۔ مصنّف اس سوَال و جواب میں متفرّد ہیں۔

خاص کی دوسری مثال[{﴿(فَإِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَه)﴾}]میں لفظِ فا خاص ہے جو تعقیب مع وصل کیلئے آتا ہے۔ امامِ اعظم کے ہاں عورت کا خلع لینا طلاق بائن کے حکم میں ہے جبکہ امام شافعی کے ہاں خلع فسخ ہے۔ امام شافعی نے فا کو قریب والے سے جدا کر کے پہلے کلام کیساتھ ملایا ہے جس سے فسادِ ترکیب لازم آتا ہے اور[{﴿(وَلَا يَحِلُّ لَكُمْ أَنْ تَأْخُذُوا)﴾}] سے لیکر[{﴿(فَأُولَٰئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ)﴾}]تک آیت کو جملہ معترضہ بنایا ہے۔ کیونکہ خلع کو طلاق ماننے کی بنا پر 4 طلاقیں ہو جائیں گی کہ 2 طلاقوں کے بعد 1 طلاقِ خلع اور خلع کے بعد چوتھی طلاق، حالانکہ کل طلاقیں 3 ہیں۔ ہم نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے آیتِ خلع میں خلع کا ذکر 2 طلاقوں کے بعد کیا۔ پھر فرمایا کہ اگر زوج عورت کو طلاق دے تو اب حلالہ کیے بغیر اس کیلئے حلال نہ ہو گی۔ اس سے پہلے خلع کا ذکر کیا جس سے مقصود فعلِ زوج یعنی طلاق کو پختہ کرنا تھا۔ گویا کہ طلاق کی 2 اقسام بیان فرمائیں، ایک مال کے عوض جبکہ دوسری مال کے بغیر۔

خاص کی تیسری مثال[{﴿(أَنْ تَبْتَغُوْا بِأَمْوَالِكُمْ)﴾}] میں لفظِ با خاص ہے جو کہ الصاق کیلئے آتا ہے۔ لہٰذا عقدِ صحیح سے مہر واجب ہو گا۔ اگر عورت نے بغیر مہر کے یا مہر نہ ہونے کی شرط پر نکاح کیا تو امامِ اعظم کے ہاں دخول یا موت کی صورت میں مہرِ مثل واجب ہو گا۔ جبکہ امام شافعی کے ہاں مہر واجب نہیں ہو گا۔

خاص کی چوتھی مثال[{﴿(قَدْ عَلِمْنَا مَا فَرَضْنَا)﴾}] میں لفظِ ما فرضنا خاص ہے۔ زیادتیِ مہر میں کوئی اختلاف نہیں بلکہ کم سے کم مقدارِ مہر میں اختلاف ہے۔ امامِ اعظم کے ہاں کم از کم مقدار 10 درہم ہے۔ اِنہوں نے 10 درہم کی چوری کرنے کی صورت میں ہاتھ کے کاٹنے پر قیاس کیا۔ جبکہ امام شافعی کے ہاں عاقدین کم سے کم جتنی مقدار پر راضی ہو جائیں وہی مہر ہے کیونکہ جو شے ثمن بننے کی صلاحیت رکھتی ہے وہ مہر بھی بن سکتی ہے۔ اس صورت میں ما فرضنا پر عمل نہیں ہو رہا جو کہ واجب ہے۔

حکمِ عام

عام کے حکم میں 3 مذاہب ہیں۔ 1۔ اشاعرہ کے ہاں جب تک دلیل قائم نہ ہو توقُّف کیا جائے گا۔اِسکی 3 وجوہات ہیں۔

۱)اعدادِ جمع کے مختلف ہونے کی وجہ سے عام مجمل ہوتا ہے۔ جمع قلّت میں 3 سے 10 جبکہ جمع کثرت میں 11 سے لا نہایۃ تک مراد ہوتا ہے۔لہٰذا قولِ بکرلزیدٍ علیّ افلس میں 3 سے 10 تک سکّے مراد لینادرست ہے کیونکہ کلام مجمل ہے۔ ۲)عام کی تاکیدکُلّ واجمع کیساتھ لائی جاتی ہے کیونکہ عام اگر تمام کو مستغرق ہو توکُلّ واجمع کی حاجت نہ رہتی۔

۳)جمع بول کر فردِواحد بھی مراد لیا جاتا ہے جیسا کہ فرمانِ الٰہی [{﴿اَلَّذِيْنَ قَالَ لَهُمُ النَّاسُ إِنَّ النَّاسَ﴾}] میں پہلے ناس سے نعیم بن مسعود یا اعرابی جبکہ دوسرے ناس سے اہلِ مکّہ مراد ہیں۔

2۔ معتزلہ کے ہاں عام ادنٰی کو ثابت کرتا ہے۔ جمع میں 3 اور اِسکے علاوہ میں 1، جیسے لفلان علیّ دراھم سے بالاتفاق 3 دراہم واجب ہونگے۔

3۔احناف وشوافع کے ہاں عام کل میں حکم کو ثابت کرتا ہے جیسے جاءنی القوم۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جمع بین الاختین کے متعلق فرمایا کہ [{﴿أَوْ مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ﴾}] تمام لونڈیوں کیساتھ وطی کو حلال قرار دے رہی ہے اگرچہ وہ لونڈیاں آپس میں بہنیں ہوں۔ جبکہ [{﴿أَنْ تَجْمَعُوْا بَيْنَ الْأُخْتَيْنِ﴾}] جمع بین الاختین کو حرام قرار دے رہی ہے اگرچہ وہ نکاح یا ملک ِیمین کیساتھ بطورِوطی جمع ہوں۔ پس تعارُض کی صورت میں حرمت کو حلّت پر ترجیح ہو گی یعنی بہر صورت 2 بہنوں کو 1 نکاح میں جمع کرنا ناجائزو حرام ہے۔

اللہ تعالیٰ نے 1 جگہ فرمایا کہ [{(حمل والیوں کی مدّت یہ ہے کہ وہ اپنا حمل جَن لیں)}]اس سے پتا چلا کہ حاملہ عورت، مطلّقہ یا متوفّی عنھا زوجھا ہو بہر صورت عدّت وضع حمل ہے کیونکہ حکم عام ہے جو سب کو شامل ہے۔

دوسری جگہ فرمایا کہ [{(اور تم میں سے جو مر جائیں اور بیویاں چھوڑیں تو وہ بیویاں 4 ماہ 10 دن اپنے آپکو روکے رہیں)}]اس سے پتا چلا کہ متوفّی عنھا زوجھا کی عدّت 4 ماہ 10 دن ہے۔

ان دونوں آیات میں بظاہر تعارُض ہے۔

حاملہ عورت کی عدّت کے متعلق حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ وضعِ حمل اور 4 ماہ 10 دن میں سے جو عدّت بعد میں پوری ہو گی وہی اس عورت کی عدّت ہے کیونکہ ہمیں معلوم نہیں کہ کونسی آیت ناسخ ہے اور کونسی منسوخ۔

جبکہ حضرت ابنِ مسعود رضی اللہ عنہ پہلی آیت کو دوسری کیلئے ناسخ مانتے ہیں، اس بنا پر وضعِ حمل ہی عدّت ہے۔

امام شافعی کے ہاں خبرِ واحد و قیاس کے ذریعے عام کی تخصیص جائز ہے کیونکہ دلیلِ عام میں شبہ ہوتا ہے، اسلیے امام شافعی کے ہاں عام ظنی ہے جبکہ احناف کے ہاں تخصیصِ عام، خبرِ واحد کے ذریعے جائز نہیں ہے کیونکہ ہمارے ہاں عام قطعی ہے جو خاص کے برابر ہے۔